11938 ـ اسع بادت میں کوئی خیر نہیں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ نے نہیں کی

سوال

میرا سوال طویل ہے امید ہے کہ ان شاء اللہ آپ کو اللہ نے جو علم عطا فرمایا ہے اس کی بنا پر کتاب و سنت کے دلائل کے ساتھ اس کا جواب ضرور دینگے، برائے مہربانی دلائل ذکر کرتے وقت ایك سے زائد دلیل ذکر کریں:

یہ سوال اس عبادت کے متعلق ہے جو میرے والدین سرانجام دیتے ہیں، اور وہ چاہتے ہیں میں بھی اسی طرح کروں، لیکن میرا خیال ہے کہ ان کا یہ عمل سنت کے موافق نہیں، میرے والدین صوفی طریقہ قادریہ پر مصر ہیں اور اعتقاد رکھتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نور اور انسان ہیں، میرے والد کو ایك صوفی شیخ نے عبادت کے متعلق ایك کتاب دی جو اردو میں ہے لیکن اس میں دعائیں عربی میں لکھی ہوئی ہیں اس نے بتایا کہ یہ عبادت روزانہ بیوی اور بچوں کے ساتھ جو قرآن مجید پڑھ سکتے ہوں کے ساتھ مل کر بلند آواز میں سرانجام دینی ہے، عبادت کا طریقہ یہ ہے:

اس نے ہمیں بتایا کہ عبادت شروع کرنے سے قبل درج ذیل کلمات پڑھنے ہیں: اللھم صلی علی محمد و آلہ و عترتہ .... الخ پھر اس کے بعد ایك سو بار " سبحان اللہ و بحمدہ سبحان اللہ العظیم استغفر اللہ العظیم الذی لا الہ الہ ھو الحي القیوم و اتوب الیہ " پڑھنا ہے، اور پھر سات مرتبہ سورۃ الفاتحہ پڑھ کر سو بار " اللھم صلی اللہ محمد و آلہ و عترتہ .... الخ پھر سورۃ الم نشرح (79) بار پھر " اللھم یا قاضی الحاجات " سو بار، پھر سورۃ الاخلاص سو بار اور پھر سو بار " اللھم یا خافی المھمات " پھر سو بار " اللھم یا دافع البلایات " پھر سو بار " اللھم یا حلال احلل مشکلاتی " پھر سو بار " اللھم یا مجیب الدعوات " پھر سو بار " الھم یا الھم خیر الناصرین " پھر سو بار " برحمتك یا ارحم الراحمین " پھر سو بار " اللھم یا شافعی المرضی " پھر سو با " اللھم آمین " پڑھنا ہے.

اس عبادت کا دوسرا حصہ یہی اشیاء ہیں صرف کچھ تعیرات ہیں مثلا ابتدا میں " حسبنا اللہ " پانچ سو بار اور پھر وہی اوپر والے کلمات وہی عدد میں پڑھنے ہیں لیکن سورۃ الم نشرح اور سورۃ الاخصلاص نہیں پڑھنی، مجھے علم ہے کہ ان کلمات میں سے بعض تو قرآن مجید میں مذکور ہیں، اور سورتیں بھی یقینا قرآن مجید سے ہیں، لیکن میں یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ آیا عبادت کا یہ طریقہ سنت کے مطابق ہے یا نہیں ؟

کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی ایسا کیا ہے، میرے والدین چاہتے ہیں کہ میں ان کے ساتھ مل کر یہ عبادت سرانجام دوں، اگر میں اس کے متعلق ذرا سا بھی سوال کروں تو وہ ناراض ہوتے ہیں.

میرے والدین چاہتے ہیں کہ اس دعا سے فارغ ہونے کے بعد میں سورۃ الفیل سو بار تلاوت کروں، اور جب " ترمیھم " کلمہ پر پہنچوں تو کنکریاں پکڑ کر تسلسل کے ساتھ پھینکوں اور یہ کنکریاں ایك لوہے کی دیگچی کو الٹا کر اس پر سرخ رنگ کا کپڑا لپٹا ہو تا کہ خون محسوس ہو کو ماری جائیں، وہ مجھے کہتے ہیں کہ اس میں اللہ تعالی سے یہ طلب کیا جا رہا ہے کہ وہ ہمارے دشمنوں پر موت نازل کرے، یا اس طرح کی کوئی اور مصیبت، میں معلوم کرنا

چاہتا ہوں کہ آیا یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے یا کہ بدعات میں شمار ہوتا ہے ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

جس غرض و غایت کے لیے ہم سب پیدا کیے گئے ہیں وہ اللہ وحدہ لا شریك کی عبادت ہے، جیسا کہ اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے:

اور میں نے تو جن و انس کو صرف اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے الذاریات (56).

اللہ تعالی نے ہمیں ویسے ہی نہیں چھوڑ دیا کہ ہم میں سے ہر ایك عبادت کے لیے کوئی خاص طریقہ اختیار کر لے، بلکہ اللہ تعالی نے اپنے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا اور اپنی عظیم کتاب قرآن مجید نازل فرمائی تا کہ لوگوں کے لیے بیان و راہنمائی بنے، تو جو بھی عبادت اور خیر و بھلائی اور ہدایت تھی جسے اللہ سبحانہ و تعالی پسند کرتا تھا وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرما دی ہے.

کوئی بھی مسلمان اس میں اختلاف نہیں کرتا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سب لوگوں سے افضل اور متقی ہیں، اور ان میں سب سے زیادہ عبادت و رجوع کرنے والے ہیں، اسی لیے توفیق و ہدایت پر وہی ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ کو اپنائے اور آپ کی راہ پر بالکل اسی طرح چلے جس طرح آپ چلے تھے.

اور پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ پر چلنا اور اس کا التزام کرنا اختیاری نہیں کہ جو چاہے اختیار کرے اور جو چاہے اسے ترك کر دے، لیکن اللہ سبحانہ و تعالی نے اپنے بندوں پر اسے فرض کرتے ہوئے فرمایا:

اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں جو دیں وہ لے لو اور جس سے روکیں اس سے رك جاؤ، اور اللہ کا تقوی اختیار کرو یقینا اللہ تعالی سخت سزا دینے والا ہے الحشر (7).

اور ایك مقام پر رب ذوالجلال کا فرمان ہے:

اور (دیکھو) کسی مومن مرد و عورت کو اللہ اور اس کے رسول کے فیصلہ کے بعد اپنے کسی امر کا کوئی اختیار باقی نہیں رہتا(یاد رکھو) اللہ تعالی اور اس کے رسول کی جو بھی نافرمانی کریگا وہ صریح گمراہی میں پڑیگا الاحزاب (36).

اور ایك مقام پر ارشاد باری تعالی کچھ اس طرح ہے:

یقینا تمہارے لیے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میں عمدہ نمونہ موجود ہے ہر اس شخص کے لیے جو اللہ تعالی اور قیامت کے دن کی توقع رکھتا ہے اور بکثرت اللہ تعالی کی یاد کرتا ہے الاحزاب (21).

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کیا ہے کہ ہر نئی ایجاد کردہ عبادت مردود ہے چاہیے وہ کتنی بھی ہو عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" جس کسی نے بھی کوئی ایسا عمل کیا جس پر ہمارا امر اور حکم نہیں تو وہ مردود ہے "

صحیح مسلم حدیث نمبر (1718).

اس لیے عمل قابل قبول اس وقت ہو گا جب وہ خالصتاً اللہ کے لیے ہو اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور طریقہ کے مطابق ہو، اور اللہ کے درج ذیل فرمان سے بھی یہی مراد ہے:

تا کہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے اچھے عمل کون کرتا ہے .

فضیل بن عیاض رحمہ اللہ کہتے ہیں: اخلصہ و اصوبہ تو لوگوں نے عرض کیا: اے ابو علی اخلصہ و اصوبہ سے کیا مراد ہے ؟

انہوں نے جواب دیا:

اگر عمل خالصتا اللہ کے لیے لیکن سنت کے مطابق نہ ہو تو قبول نہیں ہو گا، اور اگر سنت کے مطابق ہوا لیکن خالص نہ ہوا تو بھی قبول نہیں ہو گا، قبول اس صورت میں ہے جب وہ خالص بھی ہو اور صواب و صحیح یعنی سنت کے مطابق بھی ہو.

خالص سے مراد یہ ہے کہ وہ کام اللہ کے لیے ہو، اور صواب سے مراد یہ ہے کہ وہ سنت کے مطابق ہو.

اس لیے جو کوئی بھی اللہ کی رضا و خوشنودی تك پہنچنا چاہتا ہے اس کے لیے سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا التزام کرنا ضروری ہے، اس راہ کے علاوہ اللہ کی جانب باقی سب راہ بند ہیں صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا راہ ہی اللہ کی جانب جاتا ہے.

اور جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کے لیے رحیم و شفیق اور ان پر حریص ہیں تو انہوں نے کوئی بھی ایسا کام نہیں چھوڑا جو خیر و بھلائی والا تھا اسے امت کے لیے بیان کر دیا ہے، لہذا جو کوئی بھی آج عبادت یا ذکر یا ورد ایجاد کرے اور یہ گما نرکھے کہ اس میں خیر ہے تو اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ۔ اسے اس کا شعور ہو یا نہ ہو ۔ یہ تہمت لگائی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دین کو اس طرح نہیں پہنچایا جس طرح اللہ نے حکم

دیا تھا.

اسی لیے امام مالك رحمہ اللہ کہا کرتے تھے:

" جس نے بھی اسلام میں کوئی بدعت ایجاد کی اور وہ اسے اچھا اور حسن سمجھتا ہو تو اس نے گمان و خیال کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رسالت میں خیانت کی ہے؛ کیونکہ اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے:

آج میں نے تمہارے لیے تمہارے دین کو مکمل کر دیا .

تو جو چیز اس دن دین نہ تھی وہ آج بھی دین نہیں بن سکتی.

بدعات کی اختراع و ایجاد سے بچنے کا صحابہ کرام اور تابعین اور آئمہ کی کلام میں بہت ذکر ملتا ہے:

حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہیں:

" ہر وہ عبادت جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے نہیں کی تم بھی اس کو مت کرو "

ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہما کہتے ہیں:

" تم اتباع و پیروی کرو اور بدعات کی ایجاد مت کرو، تمہارے لیے وہی کافی ہے تم پرانے حکم کو لازم پکڑو "

اس دعاء اور ذکر کی اختراع کرنے والے سے یہ دریافت کرنا چاہیے کہ:

آیا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کیا ہے ؟

آیا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام نے ایسا کیا ؟

اس کا جواب سب کو معلوم ہے کہ:

مذکورہ سورتیں اس عدد یعنی سو بار اور سات بار اور اناسی مرتبہ پڑھنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں اور نہ ہی اس کا ثبوت کسی صحابی سے ملتا ہے، اور اسی طرح دعائیں بھی اس کیفیت میں تکرار کے ساتھ پڑھنے کا ثبوت نہیں.

اس اختراع کرنے والے بدعتی کو یہ کہا جائے کہ: کیا تمہارا خیال ہے کہ تم اس خیر و بھلائی کی طرف سبقت کر رہے ہو جس کا علم نہ تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تھا اور نہ ہی صحابہ جانتے تھے ؟

یا تمہارا خیال ہے کہ تمہیں یا تمہارے پیر اور شیخ کو شریعت بنانے اور اذکار کی تحدید اور اس کے لیے وقت مقرر کرنے اور عدد متعین کرنے کا حق حاصل ہے جس طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حق حاصل تھا ؟

بلاشك و شبہ یہ اور وہ سب واضح گمراہی ہے.

ہم درج ذیل واقعہ کو معتبر سمجھیں اور اس پر عمل کریں:

ابو موسی اشعری رضی اللہ تعالی عنہ نے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہما سے عرض كي اے ابو عبد الرحمن میں نے ابھی ابھی مسجد میں ایك کام دیکھا ہے اور اس سے انکار نہیں اور الحمد للہ وہ اچھا ہی معلوم ہوتا ہے، ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہما نے دریافت کیا وہ کیا ؟

تو ابو موسی اشعری رضی اللہ تعالی عنہ نے کہنے لگے اگر تم زندہ رہے تو دیکھو گے، وہ بیان کرنے لگے:

میں نے مسجد میں لوگوں کو نماز کا انتظار کرتے ہوئے دیکھا کہ وہ حلقے باندھ کر بیٹھے ہیں اور ہر حلقے میں لوگوں کے ہاتھوں میں کنکریاں ہیں اور ایك شخص کہتا ہے سو بار تکبیر کہو، تو وہ سو بار اللہ اکبر کہتے ہیں، اور وہ کہتا ہے سو بار لا الہ الا اللہ کہو تو وہ سو بار لا الہ الا اللہ کہتے ہیں، وہ کہتا ہے سو بار سبحان اللہ کہو تو وہ سو بار سبحان اللہ کہتے ہیں.

ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہیں: تو پھر آپ نے انہیں کیا کہا ؟

ابو موسی اشعری رضی اللہ تعالی عنہ نے جواب دیا:

میں نے انہیں کچھ نہیں کہا میں آپ کی رائے اور حکم کا انتظار کر رہا ہوں.

ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہما کہنے لگے:

تم نے انہیں یہ حکم کیوں نہ دیا کہ وہ اپنی برائیاں شمار کریں اور انہیں یہ ضمانت کیوں نہ دی کہ ان کی نیکیاں ضائع نہیں کی جائیگی ؟

پھر وہ چل پڑے اور ہم بھی ان کے ساتھ گئے حتی کہ وہ ان حلقوں میں سے ایك حلقہ کے پاس آ کر کھڑے ہوئے اور فرمانے لگے: یہ تم کیا کر رہے ہو ؟

انہوں نے جواب دیا: اے ابو عبد الرحمن کنکریاں ہیں ہم ان پر اللہ اکبر اور لا الہ الا اللہ اور سبحان اللہ پڑھ کر گن رہے ہیں.

ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہما نے فرمایا:

تم اپنی برائیوں کو شمار کرو، میں تمہاری نیکیوں کا ضامن ہوں وہ کئی ضائع نہیں ہو گی، اے امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم افسوس ہے تم پر تم کتنی جلدی ہلاکت میں پڑ گئے ہو، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کتنے وافر مقدار میں تمہارے پاس ہیں، اور ابھی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے بھی بوسیدہ نہیں ہوئے اور نہ ہی ان کے برتن ٹوٹے ہیں، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میری جان ہے کیا تم ایسی ملت پر ہو جو ملت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور طریقہ سے زیادہ ہدایت پر ہے یا کہ تم گمراہی کا دروازہ کھولنے والے ہو.

انہوں نے جواب دیا: اے ابو عبد الرحمن ہمارا ارادہ تو صرف خیر و بھلائی کا ہی ہے.

ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہما نے جواب دیا:

اور کتنے ہی خیر و بھلائی کا ارادہ رکھنے والے اسے پا نہیں سکتے.

تو ہر خیر و بھلائی کا ارادہ رکھنے والا اسے پا نہیں سکتا اور ہر عبادت اس وقت تك قبول نہیں ہو سکتی جب تك وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ اور سنت پر نہ ہو"

سنن دارمی حدیث نمبر (206).

ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ کا یہ انکار اور انہیں اس کام سے روکنا بدعتیوں اور اختراعات کرنے والوں کا رد اور قطعی حجت کا متقاضی ہے جو ہمیشہ یہ کہتے ہیں کہ نماز اور قرآن اور اذکار میں کیا چیز مانع ہے ؟! ہم تو صرف خیر و بھلائی کے لیے اور اللہ کا قرب حاصل کرنے کے لیے ایسا کرتے ہیں.

انہیں اس کا جواب یہ دیا جائیگا کہ:

عبادت کے لیے واجب ہے کہ وہ اصل اور کیفیت اور ہیئت میں مشروع ہو، اور جو چیز شریعت میں عدد کے ساتھ مقید ہے اس سے تجاوز کرنا جائز نہیں، اور جو شریعت میں مطلق ہے اسے کسی بدعتی شخص کے لیے بھی محدود کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ ایسا کرنے سے تو شریعت کا مقابلہ ہو گا.

اس مسئلہ کی تائید سعید بن مسیب رحمہ اللہ کے اس قصہ سے بھی ہوتی ہے انہوں نے ایك شخص کو طلوع فجر کے بعد دو رکعت سے زائد نماز ادا کرتے ہوئے دیکھا تو اسے ایسا کرنے سے منع کیا تو وہ شخص کہنے لگا:

اے ابو محمد کیا اللہ تعالی مجھے نماز ادا کرنے پر عذاب دے گا ؟

تو انہوں نے جواب دیا: نہیں، لیکن تجھے سنت کی مخالفت کرنے پر عذاب دے گا"

آپ اس جلیل القدر تابعی رحمہ اللہ کی فقہ اور سمجھ دیکھیں کیونکہ سنت تو یہی ہے کہ طلوع فجر کے بعد نماز فجر کی سنت مؤکدہ دو رکعت ادا کی جائیں یہی سنت ہے، اس سے زائد نہیں اور پھر فجر کے فرض ادا کیےجائیں.

اور امام مالك رحمہ اللہ سے بھی ایسا ہی واقعہ ملتا ہے ان کے پاس ایك شخص آیا اور کہنے لگا:

اے ابو عبد اللہ میں احرام کہاں سے باندھوں ؟

تو انہوں نے جواب دیا: ذی الحلیفہ سے احرام باندھو جہاں سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام باندھا تھا.

تو شخص کہنے لگا: میں مسجد نبوی سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کے پاس احرام باندھنا چاہتا ہوں.

امام مالك رحمہ اللہ کہنے لگے: ایسا مت کرنا مجھے خدشہ ہے کہ تم فتنہ میں نہ پڑ جاؤ.

وہ شخص کہنے لگا: یہ کونسا فتنہ ہے ؟ بلکہ صرف چند میل ہی میں زیادہ کر رہا ہوں.

تو امام مالك رحمہ اللہ کہنے لگے:

اس سے بڑا فتنہ اور کیا ہو سکتا ہے کہ تم یہ سمجھ رہے ہو کہ اس فضیلت کی طرف سبقت لے جا رہے ہو جسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں پایا اور کوتاہی کی ہے ؟!

میں نے اللہ کا یہ فرمان سنا ہے:

ان لوگوں کو ڈرتے رہنا چاہیے جو اللہ کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں کہ کہیں انہیں فتنہ یا پھر عذاب الیم نہ پہنچ جائے النور (63).

صحابہ کرام اور تابعین عظام اور آئمہ کی فقاہت و سمجھ تو یہ تھی، لیکن یہ بدعتی لوگ کہتے ہیں کونسا فتنہ بلکہ یہ تو نماز اور ذکر اور چند میل ہی ہیں جن سے ہم اللہ کا قرب حاصل کر رہے ہیں.

اس لیے کسی بھی عقلمند کو ان لوگوں کی باتوں کے دھوکہ میں نہیں آنا چاہیے، کیونکہ شیطان نے ان کے لیے اعمال کو مزین کر رکھا ہے، اور وہ اپنے مشائخ اور پیروں اور بزرگوں کی مخالفت کرنا پسند نہیں کرتے اور وہ اپنے بزرگوں کےطریقہ کو نہیں چھوڑنا چاہتے.

سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" ابلیس کو معصیت سے زیادہ بدعت پیاری اور محبوب ہے کیونکہ معصیت و گناہ سے توبہ کی جا سکتی ہے، اور بدعت سے نہیں.

یہ جان لو کہ انسان جو بھی بدعت کرتا ہے اس کے مقابلہ میں اس طرح کی یا اس سے بہتر کوئی نہ کوئی سنت ضرور ترک کرتا ہے، اس لیے ان ایجاد کردہ اذکار اور دعاؤں کو پڑھنے والے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت شدہ اذکار اور دعاؤں سے سب سے بڑے جاہل ہوتے ہیں، ان میں بہت ہی کم ایسے لوگ ہونگے جنہیں صبح اور شام کی دعائیں یاد ہوں اور وہ صبح اور شام سو بار سبحان اللہ و بحمدہ کہتا ہو، یا

" أصبحنا على فطرة الإسلام وكلمة الإخلاص ودين نبينا محمد صلى الله عليه وسلم وملة أبينا إبراهيم حنيفا وما كان من المشركين "

پڑھتا ہو.

یا پھر " أصبحنا وأصبح الملك لله رب العالمين اللهم إني أسألك خير هذا اليوم فتحه ونصره ونوره وبركته وهداه وأعوذ بك من شر ما فيه وشر ما بعده "

یا وہ " سبحان الله عدد خلقه ، سبحان الله رضا نفسه ، سبحان الله زنة عرشه ، سبحان الله مداد كلماته "

پڑھتا ہو.

اس کے علاوہ دوسری صبح و شام کی دعائیں جو سنت سے ثابت ہیں وہ پابندی سے پڑھتا ہو.

حاصل یہ ہوا کہ آپ کے لیے ان بدعتی اذکار میں والدین کے ساتھ شریك ہونا جائز نہیں ہے.

اور آپ نے سورۃ الفیل اور ترمیھم پڑھتے وقت کنکریاں مارنے کا جو ذکر کیا ہے یہ خرافت اور بدشگونی ہے، ایسا کرنا جائز نہیں، اور نہ ہی اس سے اللہ کا قرب حاصل ہو گا، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کس قدر زیادہ دشمن تھے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے اس طریقہ سے بد دعا نہیں فرمائی، بلکہ خدشہ ہے کہ ایسا کرنا شیطان کے قرب اور ان سے استغاثہ کا باعث نہ بن جائے.

رہا یہ اعتقاد کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نور تھے اس کی کوئی اصل اور دلیل نہیں، اور نہ ہی کتاب اللہ اور کسی صحیح حدیث میں اس کا ثبوت ملتا ہے، اور پھر اللہ سبحانہ و تعالی نے تو ہمیں بتایا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو ہماری طرح بشر اور انسان تھے لیکن صرف اللہ تعالی نے آپ کو یہ فضیلت دی کہ آپ کی طرف وحی بھیجی اور آپ کو رسول بنایا.

فرمان بارى تعالى ہے:

آپ كہہ ديجئے كہ ميں تو تم جيسا ہى ايك انسان ہوں (ہاں) ميرى جانب وحى كى جاتى ہے كہ تم سب كا معبود صرف ايك ہى معبود ہے الكهف (110).

اور ايك دوسرے مقام پر ارشاد بارى تعالى ہے:

آپ كہہ ديجئے كہ ميں تو تم ہى جيسا انسان ہوں مجھ پر وحى نازل كى جاتى ہے كہ تم سب كا معبود ايك اللہ ہى ہے سو تم اس كى طرف متوجہ ہو جاؤ اور اس سے گناہوں كى معافى طلب كرو اور ان مشركوں كے ليے بڑى ہى خرابى و ہلاكت ہے حم السجدة (6).

غالى قسم كے صوفيوں كا عقيدہ ہے كہ نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم نور ہيں، اور وہ سب سے پہلے پيدا ہوئے ہيں اور ان كے نور سے باقى مخلوق پيدا كى گئى ہے، يہ جھوٹ اور بہتان و گمراہى ہے، اس كى كوئى دليل نہيں صرف موضوع اور باطل حديث پيش كى جاتى ہے.

اللہ تعالى سے ہمارى دعا ہے كہ وہ آپ كو اور آپ كے والدين كو بدعات اور بدعتيوں سے بچا كر ركھے.

واللہ اعلم .